آیاتہا ۳۰ ۔ سورۃ الفجر مکیۃ ۸۹ ۔ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالۡفَجۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفۡعِ وَ الۡوَتۡرِ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۚ﴿۴﴾ هَلۡ فِیۡ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۪ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۪ۙ﴿۷﴾ الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۸﴾ وَ ثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ۪ۙ﴿۹﴾ وَ فِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾ فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡهَا الۡفَسَادَ ۪ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَیۡهِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾

’’قسم ہے اس صبح کی۔ اور ان (مقدس) دس راتوں کی۔ اور قسم ہے جفت اور طاق (راتوں) کی۔ اور رات کی جب گزرنے لگے۔ یقیناً اس میں قسم ہے عقل مند کے لیے۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہ کیا کہ آپ کے رب نے کیا کیا عاد۔ ارم کے ساتھ جو اونچے ستونوں والے تھے۔ نہیں پیدا کیا گیا جن کا مثل (دنیا کے) ملکوں میں۔ اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جنہوں نے کاٹا تھا چٹانوں کو وادی میں۔ اور (کیا کیا) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔ جنہوں نے سرکشی کی تھی (اپنے اپنے) ملکوں میں۔ پھر ان میں بکثرت فساد برپا کر دیا تھا۔ پس آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا‘‘۔

امام ابن ضریس، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ وَالۡفَجۡرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ وَالۡفَجۡرِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی ہے۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۂ وَالۡفَجۡرِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: اے معاذ! آپ نے فتنہ میں ڈالا ہے۔ تم سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی (الاعلیٰ:1) وَالشَّمۡسِ وَ ضُحٰهَا (الشمس:1)۔ وَالۡفَجۡرِ اور وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی (الیل:1) سے کہاں تھے؟(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے وَالۡفَجۡرِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔(3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 1، صفحہ 172، دار الحدیث القاہرہ 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 204

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کے ساتھ چاہتا ہے قسم کھاتا ہے۔ لیکن کسی اور کے لیے درست نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم کھائے۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد دن کا پھوٹنا ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَلْفَجْرِ سے مراد صبح ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد جمعہ کا دن فجر کا طلوع ہونا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد یوم نحر (قربانی کے دن) کی فجر ہے ہر فجر مراد نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد فجر کی نماز ہے۔ (3)

امام سعید بن منصور، بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ماہ محرم میں سال کی پہلی فجر ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ترین روزے ماہ محرم الحرام کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل ترین رات کی نماز ہے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے امیر المومنین! مجھے اس مہینے کے بارے بتایئے رمضان المبارک کے بعد جس کے میں روزے رکھا کروں۔ آپ نے فرمایا: تو نے ایسی شے کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے اس آدمی کے بعد کسی کو سوال کرتے ہوئے نہیں سنا جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے دریافت کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو رمضان المبارک کے بعد کسی مہینے کے روزے رکھے، تو پھر محرم الحرام کے روزے رکھ۔ کیونکہ یہ شہر اللہ ہے۔ اس میں ایک دن ہے جس میں ایک قوم کی توبہ قبول ہوئی اور اس میں دوسروں کی توبہ بھی قبول فرمائے گا۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب تخصیص شہر الحرم بالذکر، جلد 3، صفحہ 359 (3771)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 8-7، صفحہ 44 (1163/202)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر صوم الحرم، جلد 2، صفحہ 300 (9223)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

مکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں یہودی یوم عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن کیا ہوا ہے کہ تم اس دن روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یہ بہت عظیم دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی اور آل فرعون کو اسی دن غرق کیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن روزہ رکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔(1)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بنت مسعود بن عفراء رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کی صبح کو انصار کی ان بستیوں کی طرف پیغام بھیجا جو مدینہ طیبہ کے نواح میں تھیں کہ جس نے صبح روزے کی حالت میں کی ہے اسے اپنا روزہ مکمل کرنا چاہیے۔ اور جس نے روزے کی بغیر صبح کی ہے اسے چاہیے کہ وہ بقیہ دن روزہ رکھے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ اس کے بعد ہم اس دن کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم انہیں مسجد کی طرف لے جاتے تھے اور ہم ان کے لیے اون کی ایک کھیل بناتے تھے۔ پس جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو اسے وہ دے دیتے۔ یہاں تک کہ افطار کے وقت تک وہ کھیلتا رہتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی دن کو دوسروں پر فضیلت دیتے ہوئے اس کے روزوں کا اہتمام کرتے ہوں بجز اس دن کے، یعنی یوم عاشوراء یا رمضان المبارک کے مہینے کے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے مہینے اور یوم عاشوراء کے سوا کسی دن کو دوسرے دن پر روزے کے اعتبار سے فضیلت حاصل نہیں۔(4)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسود بن یزید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کوفہ میں رہا کرتے تھے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے یوم عاشوراء کے روزے کا حکم دیا ہو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے خود یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس دن کی تعظیم تو یہودی کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب آئندہ سال یہ دن آئے گا تو ہم ان شاء اللہ نویں کے دن کا روزہ بھی رکھیں گے۔ لیکن آئندہ سال ابھی نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔(6)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 8 (1130/127)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 12 (1136/136)　3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 9 (1132/131)

4۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 363 (3784)، دار الکتب العلمیہ بیروت　5۔ ایضاً (3784)

6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 8 (1134/133)

marfat.com

Marfat.com

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوم عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو۔ تم اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں زندہ ہوا تو میں ضرور بضرور یوم عاشوراء سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھنے کا حکم دوں گا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تم یہود کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں (دو دن) کا روزہ رکھو۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو جبلہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ تو انہوں نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا۔ تو ان سے کہا گیا: آپ سفر میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک رمضان المبارک کا روزہ دوسرے دن تک مؤخر ہوسکتا ہے لیکن یوم عاشوراء کا روزہ فوت ہو جاتا ہے (مؤخر نہیں ہوسکتا)۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یوم عاشوراء ایسا دن ہے جس کی تعظیم یہودی کرتے ہیں اور وہ اسے عید کا دن بناتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم عاشوراء وہ دن ہے جس کا روزہ انبیاء علیہم السلام رکھا کرتے تھے۔ پس تم بھی اس کا روزہ رکھا کرو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو وسعت اور سہولت باہم پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے پورا سال سہولت اور خوشحالی عطا فرمائے گا۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو آسانی اور خوشحالی عطا کی اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت و خوشحالی عطا فرمائے گا۔(8)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو سہولت اور وسعت عطا کی اللہ تعالیٰ سارا سال اسے خوشحالی اور وسعت عطا فرمائے گا۔(9)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے اہل و عیال کو عاشوراء کے دن وسعت دی اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت اور سہولت عطا فرمائے گا۔ بیہقی نے کہا ہے:

1۔ شعب الایمان، باب الصیام، جلد 3، صفحہ 365 (3790)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364 (3789)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 287
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 (3798)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 311 (9353)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً (9355)
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 365 (3791)
8۔ ایضاً (3792)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 (3794)

marfat.com

Marfat.com

اس روایت کی اسانید اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کے سبب یہ قوی ہو چکی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ نے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جنہوں نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو راحت اور خوشحالی فراہم کی وہ سارا سال اپنے رزق میں برکت اور وسعت پائیں گے۔(2)

امام بیہقی نے حضرت عروہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عاشوراء کے دن آنکھوں میں سرمہ لگائے گا وہ کبھی آشوب چشم میں مبتلا نہیں ہوگا۔(3)

امام احمد، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فرمایا: دس راتوں سے مراد (ذوالحجہ) اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ الْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ اور الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دس راتوں سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں (5)۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: کہ یہ ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد ذوالحجہ کی پہلی رات سے لے کر یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) تک ہیں۔(6)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور یہی سال کے افضل دن ہیں۔(7)

عبد الرزاق، فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔(8)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(9)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ بن مزاحم سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام ایام پر ان کی فضیلت کی وجہ سے ان کی قسم کھائی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ اور یہ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا: وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (الاعراف: 142)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 366 (3795)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (3796)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 (3797)
4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 327، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 353 (3748)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 422 (3591)، دار الکتب العلمیہ بیروت
9۔ ایضاً (3589)

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میرے ساتھ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں یوم عرفہ کو صبح کے کھانے پر دعوت دی۔ حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا یہ دس راتیں وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کون سی شے تجھے بتاتی ہے؟ ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں شک میں مبتلا نہیں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں بلکہ میں تجھے شک میں ڈال رہا ہوں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَالْفَجْرِ اس کے بارے تم جانتے ہو۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ فرمایا۔ یہ اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ وَّالشَّفْعِ فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (النباء:8) وَالْوَتْرِ فرمایا: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے یہ مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں یہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اور ایام نہیں ہیں جن میں کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں کی نسبت زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ بجز اس آدمی کے جس نے اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور اس سے کوئی شے لے کر واپس نہیں لوٹا (یعنی سب کچھ قربان کر دیا) (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دس دنوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی افضل ایام نہیں اور ان دس دنوں میں کیے جانے والے عمل سے بڑھ کر کسی دن کیا جانے والا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں۔ پس تم ان دنوں میں تہلیل و تکبیر اور تحمید کثرت سے بیان کیا کرو۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان دس دنوں میں سے کسی دن کا عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کی طرح ہے۔ ان دنوں کو روزہ رکھا جائے گا اور راتوں کو بیدار رہا جائے گا۔ بجز اس کے کہ کوئی آدمی (جام) شہادت کے ساتھ خاص ہو جائے۔ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے یہ حدیث بنی مخزوم کے ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ہنیدہ بن خالد رحمہ اللہ کی سند سے اپنی بیوی سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ محترمہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی نو تاریخ، یوم عاشوراء اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے اور ان تین دنوں سے مراد مہینے کا پہلا پیر اور دو جمعراتیں ہیں۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام دنیا میں

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 353 (3749)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3750)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 355 (3753) 4۔ ایضاً، (3754)

marfat.com

Marfat.com

سے کوئی دن بھی نہیں جن میں کیا جانے والے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عبادت سے زیادہ محبوب ہو جو اس کے لیے ان دس دنوں میں کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے مساوی ہوتا ہے اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور کسی دن کا عمل اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ پس تم ان میں تہلیل وتکبیر زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ تہلیل وتکبیر کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے دن ہیں۔ بے شک ان میں سے ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے مساوی ہوتا ہے اور ان میں کیا جانے والا عمل سات سو گناہ بڑھا دیا جاتا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد رمضان المبارک کی آخری دس راتیں ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تین دس (ایام) کی تعظیم کرتے تھے: محرم الحرام کے پہلے دس، ذوالحجہ کے پہلے دس اور رمضان المبارک کے آخری دس ایام کی۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے مراد نمازیں ہیں، ان میں سے بعض شفع اور بعض وتر ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ سے مراد فرض نماز ہے، ان میں سے کچھ شفع اور کچھ وتر ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نمازوں میں کچھ شفع ہیں اور کچھ وتر۔ فرمایا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مراد عدد ہے، اسی میں جفت بھی ہے اور طاق بھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ سے مراد نماز مغرب ہے، شفع دو رکعتیں ہیں اور وتر ایک رکعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہمارے رب نے کل عدد کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ شفع (جفت) بھی اسی سے ہے اور وتر (طاق) بھی اسی سے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 355 (3757)، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 356 (3758)

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3593)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد جوڑا اور وتر سے مراد فرد ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہر شے کے الشَّفْعِ سے مراد دو ہونا اور الْوَتْرِ سے مراد ایک ہونا ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ساری کی ساری مخلوق جفت اور طاق ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی قسم کھائی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور تم شفع ہو۔(2)

امام فریابی، سعید بن جبیر، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق شفع ہے: آسمان اور زمین، خشکی وتری، انسان اور جنات اور چاندی اور دیگر اس قسم کی سب مخلوق شفع ہے اور وتر صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور اس کی مخلوق شفع ہے یعنی مذکر اور مؤنث۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شفع سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوا علیہما السلام ہیں اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل کی سند سے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے جوڑا جوڑا یعنی دو دو پیدا کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات وتر، واحد اور صمد ہے۔ حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اس کا ذکر حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ تو انہوں نے کہا: حضرت مسروق اسی طرح کہا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے ہر نماز کے بعد اور جب اپنے بستر پر سونے کے لیے جائے یہ کلمات تین بار کہے" اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الطَّيِّبَاتِ الْمُبَارَكَاتِ" اور پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسی طرح کہا۔ تو یہ کلمات اس کے لیے قبر میں نور ہوں گے، پل پر نور ہوں گے اور صراط پر نور ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔(5)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفع اور وتر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد دو دن اور ایک رات ہے اور وہ یوم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3592)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً (مفہوم)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 32 (29256)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

عرفہ اور یوم نحر ہیں اور وتر سے مراد لیلۃ النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات ہے اور یہی لیلۃ الجمع ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد قربانی کے ایام ہیں یعنی یوم عرفہ اور یوم الضحیٰ یہ دونوں شفع ہیں اور قربانی کی رات الْوَتْرِ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ الشَّفْعِ سے مراد (پہلے) دو دن ہیں اور الْوَتْرِ سے مراد تیسرا دن ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: شفع کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ (البقرہ:203) اور الْوَتْرِ سے مراد تیسرا دن ہے۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔ کہ الشَّفْعِ سے مراد درمیان ایام تشریق ہیں اور الْوَتْرِ سے مراد ایام تشریق میں سے آخری دن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر اور الْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عرفہ الْوَتْرِ ہے اور یوم نحر الشَّفْعِ ہے عرفہ نویں ذوالحجہ کا دن ہے اور نحر دسویں کا دن ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر ہے اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دس دنوں پر ان دونوں کی فضیلت کی وجہ سے ان کی قسم کھائی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ گزر جائے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب گزرنے لگے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ جب رات گزرنے لگے۔(7)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ الجمع ہے۔(8)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 290 (11491)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 206
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3595)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 210
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 210 (عن قتادہ)
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً

Marfat.com
marfat.com

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ کون سی رات ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ عرفات سے واپسی کی رات ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے مزدلفہ میں گزارا جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیات وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ تک پڑھیں اور فرمایا: یہ اس پر قسم ہے کہ آپ کا رب تاک میں ہے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّذِيْ حِجْرٍ سے مراد صاحب عقل، دانا اور ذی فہم ہے۔ یعنی قسم ہے صاحب عقل کے لیے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِيْ حِجْرٍ سے مراد صاحب حلم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِيْ حِجْرٍ سے مراد آتش جہنم سے چھپانا ار ڈھانکنا ہے (یعنی کیا اس میں آتش جہنم سے چھپانے کی قسم ہے)۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والا بتداء میں حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِيْ حِجْرٍ سے مراد صاحب عقل ہے۔ حارث بن ثعلبہ نے کہا:

وَكَيْفَ رِجَائِيْ اَنْ اَتُوْبَ وَاِنَّمَا يُرَجّٰى مِنَ الْفِتْيَانِ مَنْ كَانَ ذَاحِجْرِ

"میں کیسے آرزو کروں کہ میں توبہ کروں۔ اس کی امید اور آرزو تو وہ نوجوان کرتا ہے جو صاحب عقل ہو"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ اِرَمَ سے مراد ہلاک ہونے والے (ہالک) ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کہتے ہیں: "ارم بنو فلاں" کہ بنی فلاں ہلاک ہو گئے۔ اور ذَاتِ الْعِمَادِ سے مراد یہ ہے کہ وہ ستونوں کی مثل لمبے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عاد ارم سے مراد قدیمی عاد ہیں اور ذَاتِ الْعِمَادِ کے بارے کہا: اہل عمود قائم نہیں رہیں گے (اونچی اونچی عمارتوں والے باقی نہیں رہیں گے)(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِرَمَ کا معنی امت (گروہ) ہے اور ذَاتِ الْعِمَادِ کے بارے کہا: اس کا جسم آسمان میں تھا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے "عاد ارم" کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ عاد بن ارم ہیں ان کی نسبت ان کے جد اعلیٰ کی طرف ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 14-213
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 214

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ ارم عاد کا ایک قبیلہ ہے۔ انہیں ذَاتِ الْعِمَادِ کہا جاتا تھا وہی اہل عمود تھے۔ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی بلندی بارہ ذراع تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک آدمی تھا جو کسی چٹان کے پاس آتا اور اسے اپنے کندھے پر اٹھالیتا تھا اور جس قبیلے پر چاہتا اسے پھینک دیتا اور انہیں ہلاک کر دیتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِرَمَ ہی دمشق ہے۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت خالد الربعی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِرَمَ سے مراد یہی اسکندریہ ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کہ اِرَمَ کا معنی ہے ہلاک ہونے والے کیا تم نہیں جانتے کہ کہا جاتا ہے۔ ارم بنو فلان یعنی بنی فلاں ہلاک ہو گئے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ تفسیر قرأت شاذہ کے مطابق ہے یعنی اِرَمَ اس بنا پر فعل ماضی ہے۔ اور ''ذات'' تاء کے فتحہ کے ساتھ اس کا مفعول ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اونچے ستونوں والوں کو ہلاک کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے) انہیں بوسیدہ کر دیا اور انہیں بوسیدہ (ہڈیوں کی طرح) بنا دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَاتِ الْعِمَادِ سے مراد شدت (مضبوطی) اور قوت ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ کا مفہوم ہے کہ وہ پہاڑوں میں چٹانوں کو کاٹ کر گھر بناتے تھے۔ وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ فرمایا: الْاَوْتَادِ وہ لشکر ہیں جو اس کے حکم کو مضبوط اور پختہ کرتے تھے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 213
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 212 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 215
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17-216

marfat.com

Marfat.com

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے ان سے جَابُوا الصَّخْرَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ پہاڑوں میں پتھروں کو کاٹتے اور وہاں گھر بناتے تھے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ کا قول نہیں سنا:

وَشَقَّ اَبْصَارُنَا كَيْمَا نَعِيْشُ بِهَا وَجَابَ لِلسَّمْعِ اَصْمَاخاً وَ آذَاناً

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جَابُوا الصَّخْرَ کے بارے کہا: وہ پہاڑوں کو کاٹتے اور وہاں گھر بنا لیتے۔ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ کے بارے کہا: کہ وہ (فرعون) لوگوں کو کیل لگا دیتا تھا۔ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ فرمایا: سَوْطَ عَذَابٍ سے مراد وہ شے ہے جس کے ساتھ انہیں عذاب دیا گیا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذِی الْاَوْتَادِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کو چار کیل لگائے۔ پھر اس کی پشت پر ایک بڑی چکی رکھ دی۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کسی آدمی کو یہاں، کسی آدمی کو وہاں کوئی ہاتھ یہاں اور کوئی ہاتھ وہاں میخوں کے ساتھ باندھ دیتا تھا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسے فرعون ذو الاوتاد کہا گیا ہے کیونکہ وہ منبر بناتا تھا اور ان پر لوگوں کو ذبح کرتا تھا۔(4)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ میخوں کے ساتھ (لوگوں کو) عذاب اور اذیت دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرعون جب کسی آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اسے کسی چٹان پر چار کیلوں کے ساتھ باندھ دیتا۔ پھر اوپر سے اس پر ایک اور چٹان لڑھکا دیتا اور وہ اسے کچل دیتی اور وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہوتا اور اس کے ہاتھ کھڑی چٹان کے ساتھ بندھے ہوتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ذِی الْاَوْتَادِ کا معنی اونچی عمارتوں والا ہے۔ مزید فرمایا: کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں یہ بیان کیا ہے کہ فرعون کے خیمے تھے جن کے نیچے وہ کھیلتا تھا اور الْاَوْتَادِ سے مراد وہ میخیں ہیں جو اس کے لیے گاڑھی جاتی تھیں۔(5)

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ میں الْفَسَادَ سے مراد معاصی اور گناہ ہیں۔ اور فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ کا معنی ہے پس تیرے رب نے ان پر عذاب بارش کی طرح برسایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 18-217، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 568 (3929)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 218 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 25-424 (03-3602)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ شے جس کے ساتھ عذاب دیا گیا وہی سوط عذاب ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ
نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا
تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّ
تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ
رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ
الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ
عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

''بے شک آپ کا رب (سرکشوں اور مفسدوں کی) تاک میں ہے۔ مگر انسان (بھی عجب شے ہے) کہ جب آزماتا ہے اسے اس کا رب یعنی اس کو عزت دیتا ہے اور اس پر انعام فرماتا ہے، تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب اس کو (یوں) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔ اور چٹ کر جاتے ہو میراث کا سارا مال۔ اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو۔ یقیناً جب زمین کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اور جب آپ کا رب جلوہ فرما ہو گا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے۔ اور (سامنے) لائی جائے گی اس دن جہنم۔ اس روز انسان کو سمجھ آئے گی لیکن اس سمجھنے کا کیا فائدہ؟ (اس دن) کہے گا کاش! میں نے (کچھ) آگے بھیجا ہوتا اپنی (اس) زندگی کے لیے۔ پس اس دن اللہ کے عذاب کی طرح نہ کوئی عذاب دے سکے گا۔ اور نہ اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔ اے نفس مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں''۔

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک آپ کا رب سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بے شک آپ کا رب بنی آدم کے اعمال کی تاک میں ہے۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ " والفجر " قسم ہے۔ اور انہوں نے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کے تحت فرمایا: صراط کے پیچھے کئی پل ہیں۔ ایک پل ہے اس پر امانت ہے۔ ایک پل پر رحم ہے اور ایک پل پر خود رب عزوجل ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اپنی کرسی کے بارے حکم ارشاد فرمائے گا اور اسے جہنم پر رکھ دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق اس پر جلوہ افروز ہوگا۔ پھر فرمائے گا: میں ملک دیان ہوں مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج کے دن کوئی ظلم کرنے والا اپنے مظالم کے ساتھ آگے نہیں گزر سکے گا، اگرچہ وہ ہاتھ کے ساتھ ایک ضرب ہی ہو۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم کے تین پل ہیں۔ ایک پل پر امانت ہے، ایک پل پر رحم ہے اور ایک پل پر خود رب کریم ہوگا اور یہی مرصاد ہے۔ بجز نجات پانے والے کے کوئی بھی اس سے نہیں گزر سکے گا۔ اور جو کوئی اس سے نجات پا گیا وہ اس سے نجات نہیں پا سکے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنم پر تین پل ہیں ایک پل پر امانت ہوگی جب وہ اس کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہے گی اے میرے رب! یہ امین ہے اور یہ خائن ہے، ایک پل پر رحم ہوگا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! یہ صلہ رحمی کرنے والا ہے اور یہ قطع تعلقی کرنے والا ہے۔ اور ایک پل پر خود پروردگار عالم ہوگا۔ اسی کے بارے ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جہنم پر سات پل ہیں اور صراط ان کے اوپر ہوگی۔ پس مخلوق کو پہلے پل کے پاس روک لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: انہیں ٹھہرا لو۔ بے شک ان سے پوچھ گچھ کی جائیگی۔ نماز کے بارے میں ان کا محاسبہ کیا جائے گا اور اس کے متعلق ان سے سوالات کیے جائیں گے۔ پس جو اس میں ہلاک ہو گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو اس میں نجات پا گیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اور جب وہ دوسرے پل کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 425 (3605)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 569 (3930)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 220 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

پاس پہنچیں گے تو وہاں امانت کے بارے میں ان کا حساب لیا جائے گا کہ انہوں نے اسے کیسے ادا کیا اور کس طرح انہوں نے اس میں خیانت کی۔ پس جو ہلاک ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو نجات پا گیا وہ نجات پا جائے گا۔ اور جب وہ تیسرے پل پر پہنچیں گے تو رحم کے متعلق ان سے باز پرس کی جائے گی کہ انہوں نے اسے کیسے جوڑ کر رکھا اور کس طرح اسے قطع کیا۔ پس جو ہلاک ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو نجات پا گیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اس دن رحم جہنم میں ہوی (خواہش) کے ساتھ لٹکا ہوگا اور کہے گا: اے اللہ! جس نے میرے ساتھ صلہ رحمی کی تو بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی کر اور جس نے میرے ساتھ قطع تعلقی کی تو بھی اس سے قطع تعلق کر لے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جہنم میں ایک بڑا پل ہے اور پھر اس پر آگے سات پل ہیں اور ان کے درمیان میں قضاء ہے۔ پس ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ درمیان والے پل پر پہنچے گا۔ تو اسے کہا جائے گا کیا تیرے اوپر قرضے بھی ہیں؟ آپ نے ساتھ یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا۝ (النساء) تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھ پر اتنا اتنا قرضہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا: اپنا قرض ادا کر۔ تو وہ عرض کرے گا: میرے پاس کوئی شے نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا: اس کی نیکیوں میں سے لے لو۔ پس مسلسل اس کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔ تو پھر کہا جائے گا کہ جو قرض کا مطالبہ کرتا ہے اس کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈالتے جاؤ۔ (1)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ یعنی بے شک آپ کا رب پل صراط پر ہوگا۔ وہ اس طرح کہ جہنم پر ایک بڑا پل ہے، اس پر مزید سات پل ہیں۔ ہر پل کے اوپر فرشتے کھڑے ہیں۔ ان کے چہرے انگاروں کی مثل ہیں اور ان کی آنکھیں بجلی کی طرح۔ وہ لوگوں سے پہلے پل کے اوپر ایمان کے بارے سوال کریں گے، دوسرے پل کے اوپر وہ پانچ نمازوں کے بارے پوچھیں گے، تیسرے پر وہ ان سے زکوٰۃ کے متعلق سوالات کریں گے، چوتھے پر رمضان المبارک کے بارے پوچھ گچھ کریں گے، پانچویں پر ان سے حج کے بارے پوچھیں گے، چھٹے پر عمرہ کے بارے استفسار کریں گے اور ساتویں پر مظالم کے بارے پوچھیں گے۔ پس جس کے متعلق جس سے سوال کیا جائے گا اگر اس نے اسے اسی طرح ادا کیا ہوگا جیسے اسے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ ورنہ اسے روک لیا جائے گا۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے ہرگز نہیں بلکہ تو نے دونوں کو اکٹھا جھٹلا دیا ہے۔ نہ دولت وغنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت بخشی ہے اور نہ ہی فقر و افلاس کے ساتھ اس نے تجھے ذلیل و رسوا کیا ہے۔ پھر اس عمل کے بارے انہیں بتایا جو انہیں ذلیل و رسوا کر رہا ہے اور فرمایا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ الآیہ۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 641 (18416)، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ گمان یہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت وکرامت مال میں ہے۔ حالانکہ وہ انتہائی قلیل اور حقیر ہے اور یہ جھوٹ ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ عزت وتکریم عطا کرتا ہے اور اپنی نافرمانی اور معصیت کے سبب ذلیل ورسوا کر دیتا ہے جسے رسوا کرنا چاہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے حُبًّا جَمًّا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے بہت زیادہ۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ بن خلف کا یہ قول نہیں سنا:

اَنْ تَغْفِرَ اَللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَیُّ عَبْدٍ لَّکَ اِلَّا اَلَمَّا

''کہ تو مغفرت فرمادے اے اللہ! کثیر تعداد (تمام) کو معاف فرمادے۔ کیونکہ تیرا ہر بندہ ہی گناہ گار ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح قرأت فرمائی: كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ یعنی دونوں لفظوں کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ کا معنی ہے: اور وہ کھا جاتے ہیں میراث۔ اَكْلًا لَّمًّا فرمایا: اپنا حصہ بھی اور اپنے دوسرے شریک کا حصہ بھی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے، پھانکنا (چٹ کر جانا) اور ''حبا جما'' کا مفہوم ہے: شدید محبت۔ (2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے اکلا شدیدا یعنی چٹ کر جانا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ بن عبداللہ مزنی سے وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میراث میں حد سے تجاوز کر جانا یعنی وہ اپنی میراث بھی کھا جاتا ہے اور دوسرے کی میراث بھی۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ التُّرَاثَ سے مراد میراث ہے ''اکلا لما'' کا معنی ہے شدید کھانا، یعنی چٹ کر جانا۔ اور وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کا معنی ہے اور وہ مال سے انتہائی شدید محبت کرتے ہیں۔ (5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 23-222، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 24-223
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 222
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 223
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 222,23,24

marfat.com

Marfat.com

اَكْلًا لَّمًّا کا مفہوم ہے: ہر شے ہڑپ کر جانا۔ اور حُبًّا جَمًّا کا معنی ہے: بہت زیادہ محبت۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے: ہر شے کھا جانا چاہے وہ پاک ہو یا ناپاک اور حُبًّا جَمًّا کا مفہوم ہے: فحش حد تک چاہنا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ میرا حصہ اور تیرا حصہ سب کھا جاتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ الآیہ کا یہ مفہوم ہے کہ وہ نہ عورتوں کو وارث بناتے ہیں اور نہ ہی بچوں کو وارث بناتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ الا کلہ اللم وہ ہوتا ہے کہ وہ جو شے پاتا ہے اسے اکٹھا کر لیتا ہے اور اس کے بارے وہ کچھ نہیں پوچھتا وہ اسے بھی کھا جاتا ہے جو اس کی اپنی ہو اور اسے بھی جو اس کے دوسرے شریک کی ہو۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ آیا یہ حلال ہے یا حرام؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کے تحت کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کے نزدیک اپنے مال سے زیادہ پسندیدہ مال اپنے وارث کا مال ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کا اپنا مال اس کے نزدیک اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں ہے بجز اس کے کہ جو تو نے کھا لیا اور ختم کر دیا یا تو نے پہن لیا اور پرانا کر دیا یا کسی کو دے دیا اور اسے ختم کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح قرأت کی ہے۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ یعنی ''تکرمون'' کو تاء مرفوع کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ کو مد کے ساتھ اور تاء منصوبہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور بغیر ہمزہ کے الف کے ساتھ اور وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ کو تاء کے ساتھ اور اَكْلًا لَّمًّا میں لما کو مشدد پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے سنا ہے: كَلَّا بَلْ لَّا يُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَ لَا يَحُضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَ يَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّ يُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا یعنی چار مقامات پر یاء ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''كَلَّا بَلْ لَّا يُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ وَ لَا يَحُضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ'' سے ''وَ يُحِبُّوْنَ الْمَالَ'' تک سب یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا کا مفہوم ہے: زمین کو حرکت دینا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 224، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 223　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 224

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین اور پہاڑوں کو اٹھایا جائے گا اور پھر انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا** سے مراد ملائکہ کی صفیں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے **وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آسمان کے باسی ہر آسمان پر صف بناتے آئیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ کے چہرۂ اقدس سے (اضطراب) پہچان لیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر وہ حالت انتہائی شدید اور گراں گزری جو انہوں نے دیکھی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین آئے ہیں اور انہوں نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی ہے: **كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ** تو عرض کی گئی: اسے کیسے لایا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستر ہزار فرشتے اسے لائیں گے وہ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچیں گے اور وہ سخت بدکنے لگے گی۔ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ تمام جمع ہونے والوں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ **كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ** فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، تو جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا، ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھوں کے ساتھ اور وہ سخت بدکنے لگے گی اگر اللہ تعالیٰ اسے نہ روکے تو وہ آسمانوں اور زمین سب کو جلا دے۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے کتاب الاہوال میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ سرگوشی کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو آپ کی ایک جانب جھکی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے۔ **كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ** ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر جہنم لائی جائے گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ پس وہ اسی کیفیت پر ہوں گے کہ اچانک وہ بدکنے لگے گی اور ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے گی۔ اور اگر وہ اسے نہ پاسکے تو وہ ان تمام کو جلا دے گی جو بھی میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ لیکن وہ اسے پکڑ لیں گے۔

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ لایا جائے گا اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد ربانی وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنم ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لائی جائے گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ کا معنی ہے کہ (اس دن) انسان توبہ کا ارادہ کرے گا۔ اور آپ نے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ کے تحت فرمایا کہ انسان کہے گا میں نے اپنی آخرت کی زندگی کے لیے دنیا میں کچھ عمل کیا ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وہ جان لے گا، قسم بخدا! وہ سچا ہے، وہاں ایک طویل زندگی ہے جس میں موت نہیں ہے اور وہ اس زندگی سے اچھی اور بہتر ہے جو زندگی وہ اب گزار رہا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِحَیَاتِیْ سے مراد آخرت ہے۔(3)

امام احمد، بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور آپ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی بندہ اپنی ولادت کے دن سے لے کر بوڑھا ہو کر اپنے مرنے کے دن تک اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رگڑتا رہے تو قیامت کے دن وہ بھی یہی پسند کرے گا کہ اسے دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تاکہ وہ اجر و ثواب میں اضافہ کر سکے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح نہ کوئی عذاب دے سکے گا اور نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابن جریر، بغوی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اس سے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھایا اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پڑھایا۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے یوں پڑھایا: فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذَّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا یُوْثَقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ اس قرأت میں لا یعذب اور لا یوثق یعنی ذال اور یاء کو منصوب پڑھا گیا ہے۔(5)

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 81، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 228
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 211 (155)، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 229

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیا رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے مراد النفس المؤمنة ہے۔ اور ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ کے بارے آپ فرماتے ہیں کہ اسے کہا جائے گا تو لوٹ آ اپنے جسم کی طرف۔ آپ نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنی خوبصورت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تجھے یہ ندا دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ آیت پڑھی گئی: يَٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بلاشبہ یہ انتہائی حسین ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عنقریب موت کے وقت فرشتہ تیرے لیے یہ الفاظ کہے گا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں ثابت بن عجلان کی سند سے حضرت سلیم بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مذکورہ آیت پڑھی گئی۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنی حسین اور خوبصورت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! بلاشبہ عنقریب موت کے وقت فرشتہ تیرے لیے یہی الفاظ کہے گا: ''يَا أَبَابَكْرٍ أَمَا إِنَّ الْمَلَكَ سَيَقُولُهَا لَكَ عِنْدَ الْمَوْتِ''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بئر رومہ خریدے گا، ہم اس کے ذریعہ میٹھا اور خوشگوار پانی پائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا۔ پھر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو اسے لوگوں کے پینے کے لیے وقف کر دے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: يَٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نفس ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے مرا تصدیق کرنے والا نفس ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 231، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 230

marfat.com

Marfat.com

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسا نفس ہے جس نے یہ یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الشیخ الهنائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے ''یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْاٰمِنَةُ الْمُطْمَئِنَّةُ فَادْخُلِیْ فِیْ عَبْدِیْ''(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا ''فَادْخُلِیْ فِیْ عَبْدِیْ عَلَی التَّوْحِیْدِ''۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ کا مفہوم ہے قیامت کے دن ارواح کو جسموں میں لوٹایا جائے گا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصل عرش سے ایک وادی بہے گی اور اس میں سطح زمین پر تمام کے تمام چوپائے ظاہر ہو جائیں گے۔ پھر ارواح اڑنے لگیں گی اور انہیں جسموں میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً کا مفہوم ہے تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس اجر و ثواب پر راضی اور خوش ہوتے ہوئے جو تجھے عطا کیا گیا۔ مَّرْضِیَّةً اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ بھی تیرے عمل سے راضی اور خوش ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ اور تو میرے مومن بندوں میں داخل ہو جا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو نفس اس کی طرف جانے سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اطمینان کا اظہار فرماتا ہے۔ وہ نفس اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے قبض کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور اسے اپنے صالحین بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ یہ ندا موت کے وقت ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا اپنے رب کی طرف رجوع اور دنیا سے خروج ہوتا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اسے کہا جائے گا: فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔(5)

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا: اس طرح دعا مانگ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ نَفْسًا مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ'' اے اللہ! میں تجھ سے نفس مطمئنہ کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو تیرے فیصلے پر راضی اور تیری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 33-231
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 233
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 231 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

عطا پر قناعت کرنے والا ہو۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے عجز و انکساری کرنے والا نفس ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا نفس ہے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا مومن ہے جو اس پر مطمئن ہے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ کی تفسیر میں فرمایا: تو صالحین میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔(3)

عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ کا مفہوم ہے تو اپنے جسم کی طرف لوٹ آ۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ مومن جب فوت ہوتا ہے تو وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اے نفس مطمئن! تو اپنے اس جسم کی طرف لوٹ آ جس سے تو نکلا ہے۔ رَاضِيَةً میرے اس ثواب پر راضی ہوتے ہوئے جو تو نے دیکھ لیا ہے۔ مَّرْضِيَّةً اور میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ یہاں تک کہ تجھ سے منکر اور نکیر سوال کرنے لگیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ کا معنی ہے تو میرے بندوں کے ساتھ داخل ہو جا (یعنی اس میں فی بمعنی مع ہے)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اس میں اس کے لیے جنت کی بشارت ہے موت کے وقت، دوبارہ زندہ کیے جانے کا وقت اور میدان حشر میں جمع ہونے کے دن۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طائف میں وصال ہوا۔ تو ایک پرندہ آیا جس کی طرح کا کوئی پرندہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا تھا اور وہ آپ کی نعش میں داخل ہو گیا۔ پھر اسے نکلتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے دہانے پر یہ آیت تلاوت کی گئی۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ تلاوت کس نے کی تھی: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 287 (17406)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 426 (3610)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 32-230، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 465 (15535)

marfat.com

Marfat.com